خصوصی شمارہ ۔ تحسین و تنقید

قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات
بسلسلہ خصوصی شمارہ (اگست)

★ جناب علامہ طالب ہاشمی صاحب ★ جناب مولانا قاضی عبدالکریم صاحب
★ جناب میر افضل خان صاحب ★ جناب محمد یونس میو صاحب
★ جناب ابو سلمان شاہجہان پوری صاحب ★ جناب مولانا مفتی محمد ولی صاحب
★ جناب قاری محمد عبداللہ صاحب ★

عزیز القدر حافظ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، " الحق " کے خصوصی شمارہ (اگست ۱۹۹۷ء) کی اشاعت پر ہدیہ تحسین پیش کرتا ہوں ۔ اسے آپ نے بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے ۔ نقش آغاز پڑھ کر عمق قلب سے آپ کے لیے دعائیں نکلیں ۔ ہم لوگ تو اب چراغ سحری ہیں ۔ معاشرے کی اصلاح اور ملک کی تعمیر اب آپ جیسے جوانان صالح کے کندھوں پر ہے ۔ زیر نظر شمارے میں ایک مقالے کے سوا باقی تمام مضامین نہایت بلند پایہ ، چشم کشا اور ایمان افروز ہیں ۔ مذکورہ مقالے کا عنوان ہے " نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان " ۔ میری دیانتدارانہ رائے ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر "الحق" جیسے صحیح الفکر پرچے میں ایسے مقالوں کی اشاعت مناسب نہیں ۔ اس مقالے میں فکری توازن کا فقدان ہے ۔ " تحقیقی " کے بجائے یہ مقالہ بڑی حد تک " ذاتی نوعیت " اختیار کر گیا ہے ۔ " بانی پاکستان " کے افکار اور نیت کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ تصویر کا صرف ایک ہی (منفی) رُخ ہے ۔ مقالہ نگار نے تصویر کا دوسرا (مثبت) رُخ بالکل نظر انداز کر دیا ہے یہ مقالہ ملت پاکستان کے مختلف طبقوں میں افتراق اور ذہنی انتشار کا باعث تو ہوسکتا ہے ، کسی تعمیری مقصد کے حصول میں ممد ثابت نہیں ہوسکتا ۔ اس کا سب سے بڑا منفی پہلو یہ ہے کہ یہ اسلام دشمن مغرب زدہ طبقوں کے ہاتھ مضبوط کرتا ہے ۔ بے دین اور اباحیت پسند منافقین اور غیر مسلموں کے ہاتھ میں یہ کہنے کے لیے ہتھیار فراہم کرتا ہے کہ بانی پاکستان تو ایک لادین ریاست قائم کرنا چاہتے تھے اسے ایک اسلامی ملک بنانے کا کیا جواز ہے ؟ صرف یہی نہیں بلکہ اس مقالہ کے مندرجات ان علماء ربانی کی تحقیر و توہین کے مترادف ہیں ، جنہوں نے تحریک پاکستان کی زبردست حمایت کی ، بانی پاکستان کا دل وجان سے ساتھ دیا اور عامۃ الناس (یعنی عامۃ المسلمین) کو پاکستان کی ضرورت اور افادیت کا اس

طرح قائل کیا کہ یہ ایک جذبہ بن گیا جو ہر دل میں موجزن تھا، ایک پکار تھی جو ہر زبان پر جاری تھی ۔ایک دھڑکن تھی جو ہر سینے سے سنائی دیتی تھی۔ پاکستان کی تخلیق کے پیچھے صرف یہ نظریہ کار فرما تھا کہ انگریز اور ہنود کی اقتصادی، ذہنی اور سیاسی غلامی سے آزادی حاصل کی جائے اور ایک ایسا خطۂ زمین حاصل کیا جائے جس میں ہم اسلامی اقدار وافکار کے مطابق زندگی بسر کرسکیں ۔ہماری ثقافت خالص اسلامی ثقافت ہو، ہمارے معاشرے کا ہرفرد اسلام کا انسان مطلوب ہو، ہمارا ملک اسلام کا قلعہ اور ہماری حکومت خلافت راشدہ کی طرز پر ایک مثالی حکومت ہو جس کا شعار دین حق کی سربلندی، اخلاق حسنہ کی ترویج، احترام انسانیت اور عدل ومساوات ہو۔ اور یوں ارض پاک پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو اور یہ سرزمین اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے۔ اگر کوئی شخص پاکستان کے قیام کا مقصد کچھ اور بیان کرتا ہے تو وہ شرمناک کذب بیانی کا ارتکاب کرتا ہے۔ تحریک پاکستان کے حامیوں میں ہر مسلک کے جید علماء کرام شامل تھے مثلاً علامہ شبیراحمد عثمانیؒ، مولانا ظفراحمد عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا داود غزنویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا اطہر علیؒ، مولانا محمد سہول عثمانیؒ (مشرقی پاکستان) وغیرہم ان کے علاوہ بے شمار مشائخ اور صوفیہ کرام نے بھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ یہ نظریہ پاکستان ہی تھا جو مسلمانوں کے عمومی نعرہ پاکستان کا مطلب کیا "لاالہ الا اللہ" کا محرک تھا۔ یہ کہنا کہ " بانی پاکستان راسخ العقیدہ شیعہ تھے۔ اگر وہ اسلامی حکومت کے خواہاں ہوتے تو ایک شعیہ اسٹیٹ قائم کرتے۔ محض خلط مبحث اور بہتان طرازی ہے۔ بانی پاکستان نے نہ کبھی اپنے آپ کو شیعہ کہا اور نہ سنی وہ اپنے آپکو ہمیشہ مسلمان کہتے تھے۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے وہ لاہور آئے اور ایک دن شاہی مسجد لاہور میں نماز ظہر ادا کی۔ امام صاحب سنی حنفی تھے، بانی پاکستان نے ہاتھ باندھ کر نماز ادا کی۔ اس بات کا راقم الحروف عینی شاہد ہے۔ میں ان سے پچھلی صف میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ پاکستان کا قیام کسی فرد واحد کی مساعی کامرہون منت نہیں بلکہ اس میں سینکڑوں علماء ربانی اور اہل اللہ کی مساعی کا بھی دخل ہے کوئی مائی کالال اسے شیعہ اسٹیٹ نہیں بنا سکتا تھا۔ بانی پاکستان نے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے استغاثہ کیا تھا وہ ان کے بےحد مداح اور عقیدت مند تھے (ملاحظہ ہو " قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ " از منشی عبدالرحمن خانؒ ملتانی مصنف سیرت اشرف تھانویؒ، تعمیر پاکستان وعلماء ربانی وغیرہ)۔ بانی پاکستان نے اپنی کئی تقریروں میں احکام قرآن ہی کو پاکستان کا آئین قرار دیا تھا۔ یہ تقریریں مرتب ہوکر شائع ہوچکی ہیں۔ معلوم نہیں مقالہ نگار نے ان تقریروں کو کیوں نظرانداز کردیا اور بانی پاکستان

کی شخصیت کو مسخ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اب رہی یہ بات کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد ایک ہندو اور ایک قادیانی کو فلاں فلاں منصب پر کیوں فائز کیا گیا؟۔ تو یہ ایک الگ بحث ہے۔ یہ سب کچھ اضطراری حالت میں ہوا۔ انگریزی نظام کو یک لخت (راتوں رات) تبدیل کرنا ناممکن تھا۔ اس وقت مشرقی پنجاب پر قیامت ٹوٹی ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی نعشوں سے بھری ہوئی گاڑیاں لاہور پہنچ رہی تھیں۔ لٹے پٹے مہاجروں کے قافلوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں، ہرطرف افراتفری کا عالم تھا۔ اسی صورتحال کے پیش نظر علماء کرام نے بھی اس انتظام کو وقتی طور پر برداشت کرلیا۔ یہ کہنا کہ "قائداعظم" کی نیت پاکستان کو ایک سیکولر (لادین) مملکت بنانے کی تھی۔ "انما الاعمال بالنیات" دلوں کا حال اللہ جانتا ہے۔ کیا بدظنی کے بجائے ان متعدد دوسری تقریروں اور گفتگو کی روشنی میں اس حسن ظن سے کام نہیں لیا جاسکتا کہ سیکولر سے ان کی مراد ایک ایسی مملکت تھی جس میں "لااکراہ فی الدین" پر عمل ہوگا۔ غیر مسلموں (اقلیتوں وغیرہ) کو بھی عقیدہ کی آزادی، جان ومال کا تحفظ، عبادت گاہوں کی حفاظت اور دوسرے انسانی اور شہری حقوق حاصل ہوں گے اور یہ ایک متعصب مذہبی مملکت (تھیوکریسی) نہیں ہوگی جس کی بھیانک تصویر اہل مغرب کھینچتے ہیں۔ راقم الحروف کا کسی سیاسی پارٹی سے نہ ماضی میں تعلق رہا ہے اور نہ اب ہے، لیکن وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ مقالہ ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کی دل آزاری کا باعث ہوگا۔ جوبوجوہ قائداعظم "کا غایت درجہ احترام کرتے ہیں۔ اس مقالے کو حقیقی معنوں میں تاریخی تحقیقی اور غیر جانبدارانہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ اس سے " بانی پاکستان" سے نفرت اور بغض کا اظہار ہوتا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم تو یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچے جبکہ یہ مقالہ کروڑوں پاکستانیوں کے دل زخمی کرے گا۔ کم ازکم "الحق" کو کسی ایسے مضمون کی اشاعت سے اجتناب کرنا چاہیئے تھا جو فتنہ انگیزی کا باعث ہو۔ کافروں کو ان کے سامنے ان بتوں کو برا کہنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ کسی کے ماں باپ کو، اپنے ماں باپ کو گالی دینے) مترادف کیوں قرار دیا گیا ہے؟۔

بانی پاکستان قیام پاکستان کے بعد صرف تیرہ ماہ زندہ رہے یہ بڑا پرآشوب زمانہ تھا۔ یہ عرصہ کسی ڈیڑھ سوسالہ نظام کو تبدیل کرنے کیلئے بہت مختصر تھا۔ بہرحال اس عرصے میں جید علمائے کرام ریڈیو پاکستان سے اسلامی نظام حیات کے بارے میں کسی رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے رہے۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں ان کی وفات کے بعد ۴۹ سال جو کچھ ہوا وہ بڑی دلخراش داستان ہے جن لوگوں (جاگیرداروں، وڈیروں، سرمایہ داروں وغیرہ) نے حکومت پر قبضہ کرلیا وہ نظریہ پاکستان یا اسلامی نظام

کو بروئے کار لانے سے مسلسل گریز کرتے رہے۔ اب جو حالت ہے اس کی تصویر آپ نے نقش آغاز میں کھینچ دی ہے۔ اگر ہمارا اسلام اور کلچر یہی ہے جو ہمارے ٹیلی ویژن سے پیش کیا جارہا ہے تو اس سے اللہ کی پناہ بے ہنگم غیر مہذب ڈراموں، ناچ گانے کی محفلوں اور حیاسوز مخلوط اجتماعات کی نمائش کا سلسلہ نژادنو کو بری طرح گمراہ کررہا ہے۔ فحاشی، عریانی، بے حیائی، بے غیرتی اور تبرج جاہلیہ کی کثافت کو ثقافت کا نام دیا جارہا ہے۔ ڈسکوڈانس اور بیہودہ پاپ میوزک کرنے والے ہپی صورت نوجوانوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ گویوں، ایکٹروں، نچیوں اور اسلامی حدود وقیود سے آزادمردوں اور عورتوں کو عظمت کی مسندوں پر بٹھایا جارہا ہے۔ ان کو بڑے بڑے سرکاری اعزازات سے نوازا جارہا ہے۔ " فاعتبروایااولی الابصار" یہاں ایک بات بڑے دکھ کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ گذشتہ نصف صدی میں ہمارے بعض علماء کہلانے والے اصحاب (اپنے آپ پر العلماء ورثۃ الانبیاء " کا اطلاق کرنے والوں) کا کردار بھی قابل رشک نہیں رہا۔ انہوں نے احمد بن ابی دواد (مامون الرشید کے شیخ الاسلام) کا کردار تو ضرور ادا کیا لیکن انہیں امام احمد بن حنبلؒ کا کردار ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

یہ خط " الحق" کا خیرخواہ ہونے کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ میری نظر میں اس مقالے کا معیار " الحق" کے معیار سے فروتر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دین حق کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق دے۔ بوڑھا گوشہ نشین آدمی ہوں اور آپ جیسے نوجوانوں کیلئے ہروقت دعاگو رہتا ہوں۔ گوناگوں علمی مصروفیات سے یہ خط لکھنے کے لیے بصد مشکل وقت نکالا ہے۔

والسلام

محتاج دعا طالب ہاشمی عفرلہ،

* * *

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! اخلاص نامہ ملا۔ تعجب ہوا کہ احقر کی ٹوٹی پھوٹی تحریر نہ صرف آپ کو بلکہ بقول آپ کے بعض دیگر قارئین " الحق" کو بھی پسند آئی۔ صحیح عرض کرتاہوں کہ میں تو آپ کو عریضہ تشکر وامتنان بھیجنے والا تھا بلکہ لکھنا شروع بھی کردیا تھا اور درمیان ہی میں رہ گیا تھا کہ آپ نے تحریک عمل کی ضعیف ونحیف اور بحمدللہ صحیح آواز (تحریک کے ۳ نکاتی پروگرام) کو نہ صرف ملک کے گوشہ گوشہ بلکہ بیرون ملک عرب شریف اور یورپ سمیت پوری دنیا تک " الحق" کے ذریعہ پہنچا دیا۔ فاللہ الحمدولکم الشکر وجزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ " الحق" کے اس خاص شمارہ کے متعلق اکثر حضرات کا اتفاق رہا ہے کہ ہماری اس پنجاہ سالہ زندگی میں بندگی کا عنصر کامیاب رہا